ہفتہ وار رسالہ: 267
WEEKLY BOOKLET: 267
اللہ
رسول
محمد
مختصر سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم
(سوالاً جواباً)
صفحات 17
حضور کی پیدائش 02
خاندان کو اسلام کی دعوت 07
حضور کے چند معجزات 12
آخری وصیت 17
پیشکش
المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)
Islamic Research Center

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

مختصر سیرتِ رسول (سوالاً جواباً)

دعائے عطار: یارَبَّ المصطفےٰ! جو کوئی 17 صفحات کا رسالہ "مختصر سیرتِ رسول (سوالاً جواباً)" پڑھ یا سُن لے، اُسے سُنّتوں پر چلنے کی توفیق عطا فرما کر جنّتُ الفردوس میں اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کا پڑوسی بنا۔ اٰمین بِجاہِ خاتَمِ النّبیّٖن صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم

دُرود شریف کی فضیلت

جس نے مجھ پر ایک بار دُرُودِ پاک پڑھا اللہ پاک اُس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر دس مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھے اللہ پاک اُس پر سو رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر سو مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھے اللہ پاک اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ نِفاق اور جہنّم کی آگ سے آزاد ہے اور اُسے بروزِ قیامت شُہداء کے ساتھ رکھے گا۔

(معجم اوسط، 5/252، حدیث: 2735)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ❀❀❀ صَلَّی اللہُ علٰی مُحَمَّد

سوال: اللہ پاک کے آخری نبی کون ہیں ان کا نام اور نسب مبارک بتائیے؟

جواب: ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اللہ پاک کے آخری نبی ہیں اور آپ کا مبارک نام "محمد" (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے نسب شریف کے حضرت عدنان تک ثابت ہونے پر سب علمائے کرام کا اِتّفاق ہے مگر اس سے آگے حضرت آدم علیہ السلام تک تعداد اور ناموں میں اختلاف ہے، نَسَبِ اَقْدس یہ ہے: حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم بن عبدُ اللہ بن عبدُ المطّلِب بن ہاشم بن عبد مَناف بن قُصَی بن

کِلاب بن مُرّہ بن کَعْب بن لُؤی بن غالب بن فِہر بن مالک بن نَضر بن کِنانہ بن خُزَیمہ بن مُدرِکہ بن الیاس بن مُضَر بن نزار بن مَعَد بن عَدنان رحمۃُ اللہِ علیہم اجمعین۔

(بخاری، باب مبعث النبی، 2/573)

سوال: رحمتِ عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کس نبی کی اولاد میں سے ہیں؟

جواب: حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حضرت سیِّدُنا ابراہیم خلیلُ اللہ علیہ السّلام کی اولاد میں سے ہیں۔ (اسلام کی بنیادی باتیں، 3/74)

سوال: حضور کا نسب مبارک کتنے واسطوں سے حضرت اسماعیل علیہ السّلام تک پہنچتا ہے؟

جواب: بخاری شریف کے مطابق حضرت عدنان تک 21 واسطوں پر اِتّفاق ہے۔ (بخاری، باب مبعث النبی، 2/573) اس کے بعد حضرت اسماعیل علیہ السّلام تک واسطوں کے متعلق چار قول ہیں: سات، نو، پندرہ اور چالیس۔ (عمدۃ القاری، 11/564) شارحِ بخاری مفتی شریفُ الحق امجدی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: راجح چالیس ہی ہے۔ (نزہۃ القاری، 4/674)

سوال: حضور نبی مُکرَّم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا تعلُّق عرب کے کس خاندان سے تھا؟

جواب: آپ کا تعلُّق عرب کے مشہور اور مُعزَّز خاندان "قُریش" سے تھا۔ مسلم شریف میں ہے: اللہ پاک نے حضرت اسماعیل علیہ السّلام کی اولاد میں سے کِنانہ کو چُنا اور کِنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو چُنا۔

(مسلم، ص962، حدیث:2276)

سوال: پیارے آقا کی ولادت کب ہوئی؟

جواب: مشہور قول کے مطابق "عامُ الفِیْل" میں 12 ربیع الاول بروز پیر (مطابق 20 اپریل 571ء) کو ہوئی۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی، 1/74، حدیث: 31۔ فتاویٰ رضویہ، 26/414 مفہوماً)

سوال: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی مبارک آمد سے جُڑے کچھ واقعات بیان کیجئے۔

جواب: چند واقعات یہ ہیں: (1) دنیا بھر کے بُت منہ کے بَل گِر پڑے۔ (سیرت حلبیہ، 1/103) (2) فارس کے مَجُوسیوں (یعنی آگ کی پوجا کرنے والوں) کی ایک ہزار سال سے بھڑکائی ہوئی آگ یکایک بُجھ گئی۔ (3) کِسریٰ کے محل پر زلزلہ طاری ہوگیا۔ (4) دریائے ساوہ خشک ہوگیا۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی، 1/126) اور (5) والدۂ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے جسمِ اَطہر سے نکلنے والے نور نے شام کے مَحلات رَوشن کر دیئے۔ (مسند امام احمد، 6/87، حدیث: 17163)

سوال: پیارے نبی کے والدَینِ کریمَین کا نام اور ان کا مختصر تعارف بیان کریں۔

جواب: پیارے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے والد کا نام "عبد اللہ" اور والدہ کا نام "آمنہ" ہے۔ (سیرت حلبیہ، 1/48 ماخوذاً) حضرت عبدُ اللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت عبدُ المُطّلب کے سب سے لاڈلے بیٹے تھے، آپ کی پیشانی میں نورِ محمدی پوری شان وشوکت کے ساتھ چمکتا تھا، آپ جمالِ صورت وکمالِ سیرت کے آئینہ دار اور پاکدامن وپارسا تھے۔ (سیرت مصطفیٰ، ص58 ملخصاً) آپ کی والدہ کا نام "فاطمہ بنتِ عَمْرو" تھا۔ (السیرۃ النبویہ لابن ہشام، ص47)

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے والد کا نام وَہْب بن عبدِ مَناف اور والدہ کا نام بَرّہ تھا۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی، 1/183) آپ رضی اللہ عنہا نہایت پارسا، پرہیز گار اور عزت ووجاہت والی صاحبِ ایمان خاتون تھیں۔ آپ قریش کی عورتوں میں حَسَب، نَسَب اور فضیلت میں سب سے مُمتاز تھیں۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی، 1/102 ملخصاً) حضرت عبدُ المُطّلِب اپنے بیٹے کے لئے ایک ایسی عورت کی تلاش میں تھے جو حُسْن وجَمال کے ساتھ ساتھ حَسَب ونَسَب اور شَرافت وپاکدامنی میں بھی ممتاز ہو۔ خدا کی شان کہ یہ تمام خوبیاں حضرت آمنہ بنتِ وَہب رضی اللہ عنہا

عنہا میں موجود تھیں۔ چنانچہ چوبیس سال کی عمر میں حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہو گیا۔ (سیرتِ مصطفےٰ، ص58 ملتقطاً)

سوال: حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو باقاعدہ دودھ پلانے کا شَرَف کسے حاصل ہوا؟

جواب: مکہ کے مُعزَّز لوگوں کا یہ رِواج تھا کہ وہ اپنے بچوں کو صَحرا نشین قبیلوں کے پاس بچپن گزارنے کیلئے بھیجتے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ دیہات کی خالص غِذائیں کھا کر بچوں کے اَعضا اور جسم مضبوط ہوں اور ان کی فصیح و بلیغ عربی سیکھ کر وہ بھی اسی طرح فَصاحت و بلاغت سے کلام کرنے والے بن جائیں۔ اسی وجہ سے اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے سپُرد کر دیا گیا۔ ان کا تعلق قبیلہ "بنو سعد" سے تھا جو بنی ہوازن کی ایک شاخ تھا، یہ قبیلہ عربیت اور فصاحت میں اپنا جواب نہیں رکھتا تھا۔ حضرت حلیمہ اپنے قبیلے کی خواتین کے ساتھ مکہ میں بچے کو رَضاعَت پر لینے کیلئے آئیں۔ حضرت حلیمہ کی قسمت کا ستارہ اپنے عروج پر تھا کہ اُنہیں دو سال تک حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو دودھ پلانے اور ان کی پرورش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

(آخری نبی کی پیاری سیرت، ص17)

سوال: ہمارے آقا صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے والدین کا انتقال کب اور کیسے ہوا؟

جواب: ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اپنی والدہ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے شکمِ اَطہر میں تھے اور حمل شریف کو دو مہینے پورے ہو گئے تو آپ کے والد حضرت عبد اللہ سفرِ تجارت سے واپس لوٹتے ہوئے مدینہ میں اپنے والد کے نَنھیال "بَنُوعَدِی بن نَجَّار" میں ایک ماہ بیمار رہ کر پچیس برس کی عمر میں وفات پا گئے اور وہیں "دارِ نابغہ" میں مَدفُون ہوئے۔ (مدارج النبوۃ، 2/14 ماخوذا) جب نبی پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم چھ سال کے ہوئے تو آپ

کی والدۂ ماجدہ آپ کو ساتھ لے کر مدینۂ منورہ میں رشتہ داروں سے ملاقات یا اپنے شوہر کی قبر کی زیارت کے لئے تشریف لے گئیں، اس سفر میں حضرت اُمِّ اَیْمَنْ رضی اللہ عنہا بھی آپ کے ساتھ تھیں۔ وہاں سے واپسی پر "اَبْواء" نامی گاؤں میں حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا اور وہیں آپ کی تدفین ہوئی۔ (المواہب اللدنیہ، 1/88 ملخصا)

سوال: حضرت اُمِّ اَیمن کون تھیں؟

جواب: یہ وہ خاتون ہیں کہ نبیِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد حضور کی پرورش کی سعادت انہی کے حصے میں آئی۔ حضور نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ان کے بارے میں یہ جملہ فرمایا تھا: اَنْتِ اُمِّیْ بَعْدَ اُمِّیْ یعنی میری سگی ماں کے بعد آپ میری ماں ہیں۔ (المواہب اللدنیہ، 1/97 ماخوذا)

سوال: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بچپن کے اوصاف بیان کیجئے۔

جواب: آپ دوسرے بچوں کی طرح نہ چیختے چلّاتے اور نہ گریہ وزاری فرماتے۔ 2 ماہ کی عمر میں آپ گھٹنوں کے بل چلنے لگے، 3 ماہ کی عمر میں اٹھ کر کھڑے ہونے لگے، 4 ماہ کی عمر میں دیوار کے ساتھ ہاتھ رکھ کر ہر طرف چلا کرتے، 5 ماہ کی عمر میں چلنے پھرنے کی پوری قوت حاصل کر چکے تھے، 8 ماہ کی عمر میں یوں کلام فرماتے کہ بات اچھی طرح سمجھ میں آجاتی، 9 ماہ کی عمر میں فصیح باتیں کرنا شروع فرمادیں۔ آپ نے اپنی عُمر کے ابتدائی حصّے میں جو کلام فرمایا وہ اَللہُ اَکْبَرُ کَبِیْراً وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْراً تھا۔ (یعنی اللہ سب سے بڑا ہے اور ہر طرح کی حمد و تعریف اللہ کیلئے ہے) جھولا جھولتے وقت آپ چاند سے باتیں کرتے اور اپنی اُنگلی سے جس طرف اشارہ فرماتے، چاند اُسی طرف جھک جاتا۔ (آخری نبی کی پیاری سیرت، ص 21)

سوال: اعلانِ نبوت سے پہلے عرب کے حالات کیا تھے؟

جواب: حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی آمد سے پہلے عرب کی اخلاقی حالت بہت بدتر تھی، جہالت کی وجہ سے ان میں بُت پرستی شروع ہو چکی تھی، یہ لوگ معبودِ حقیقی اللہ پاک کو چھوڑ کر پتھر، درخت، چاند، سورج، پہاڑ، دریا وغیرہ کو اپنا معبود سمجھنے لگ گئے تھے اور اپنے ہاتھوں سے بنائی ہوئی مٹی اور پتھر کی مورتیوں کی عبادت کرتے تھے۔ عقائد کی خرابی کے ساتھ ساتھ ان کے معمولات بھی بہت بگڑ چکے تھے، قتل، رَہزنی، جُوا، شراب نوشی، حرام کاری، عورتوں کا اِغواء، لڑکیوں کو زندہ در گور کرنا، عَیّاشی، فُحش گوئی، غرض کئی طرح کے برے اور گھناؤنے کام ان میں جڑ پکڑ چکے تھے۔ (سیرت رسول عربی، ص44 ملخصاً)

سوال: پہلی وحی کب اور کیسے نازل ہوئی؟

جواب: جب اللہ پاک نے حق کو بلند کرنے اور کائنات پر اپنی نعمت مکمل کرنے کا ارادہ فرمایا تو اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو لوگوں کی ہدایت ورہنمائی کے لیے دنیا میں مبعوث فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی عمر مبارک چالیس تھی اور آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم "غارِ حِراء" کے اندر عبادت میں مشغول تھے کہ اچانک غار میں آپ کے پاس ایک فرشتہ ظاہر ہوا۔ (یہ حضرتِ جبریل علیہ السّلام تھے جو ہمیشہ اللہ پاک کا پیغام اس کے رسولوں تک پہنچاتے رہے) فرشتے نے ایک دم کہا: "اِقْرَاْ" یعنی پڑھیئے۔ آپ نے فرمایا: میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ فرشتہ نے آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو پکڑا اور نہایت گرم جوشی کے ساتھ آپ سے زور دار مُعانَقَہ کیا پھر چھوڑ کر کہا: "اِقْرَاْ" مگر آپ نے پھر وہی جواب دیا۔ تیسری مرتبہ پھر فرشتہ نے آپ کو بہت زور کے ساتھ اپنے سینے سے لگا کر چھوڑا اور کہا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَۚ(۱) خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍۚ(۲) اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُۙ(۳) الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِۙ(۴) عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْؕ(۵)

(پ30، العلق:1تا5)

ترجَمۂ کنز الایمان: پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا، پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم جس نے قلم سے لکھنا سکھایا آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔

(سیرتِ مصطفےٰ، ص108)

سوال: حضور نے اپنے خاندان کو دینِ اسلام کی دعوت کس انداز میں دی؟

جواب: جب آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اعلانِ نبوّت فرمایا تو اللہ پاک کے حکم کی پیروی کرتے ہوئے لوگوں کو بتوں کی پوجا کی بجائے ایک خدا کی عبادت کی دعوت دینے لگے، لیکن شروع میں آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس دعوت کو خفیہ رکھا اور آپ قریش کی عام مجالس میں اعلانیہ دعوت نہیں دیتے تھے۔ جب یہ آیتِ مبارکہ ﴿وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَۙ(۲۱۴)﴾ (پ19، الشعراء:214) ترجَمۂ کنز الایمان: "اور اے محبوب اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ۔" نازل ہوئی تو آپ نے اعلانیہ طور پر دعوت دینا شروع کیا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے کوہِ صفا پر چڑھ کر قریش کی مختلف شاخوں کو پکارنا شروع کیا: اے بنی فِہر! اے بنی عَدِی! یہاں تک کہ لوگ جمع ہوگئے اور جو نہ آسکا اس نے اپنا نمائندہ بھیجا کہ جاکر دیکھے آخر بات کیا ہے۔ جب لوگ جمع ہوگئے تو آپ نے اُن سے فرمایا: اگر میں یہ کہوں کہ وادی کے اُس طرف ایک لشکرِ جرّار ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم لوگ مجھے سچا مانو گے؟ سب نے کہا: جی ہاں! ہم آپ کی تصدیق کریں گے کیونکہ ہم نے تو ہمیشہ آپ کو سچ

بولتے ہی سُنا ہے۔ فرمایا: تو پھر میں تمہیں قیامت کے سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو سب کے سامنے ہے۔ (بخاری، 3/294، حدیث:7470)

سوال: وہ کونسا موقع تھا جب پہاڑوں پر مُقَرَّر فرشتہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا؟

جواب: اعلانِ نبوّت کے دسویں سال جب حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم طائف والوں کو دعوتِ اسلام دینے کے لیے تشریف لے گئے تو بجائے اسلام قبول کرنے کے انہوں نے آپ کو اس قدر اَذیت و تکالیف دیں کہ آپ کے نعلینِ مبارک خون سے بھر گئے۔ جب آپ وہاں سے واپس تشریف لارہے تھے تو پہاڑوں کے فرشتے نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ جو چاہیں حکم دیں اگر اجازت ہو تو اَخْشَبَیْن (طائف کے دو مضبوط اور اُونچے پہاڑ) کو ان پر اُلٹ دوں۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ وہ ہلاک ہو جائیں بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ پاک ان کی نسلوں سے ایسے بندے پیدا کرے گا جو صرف خدا کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔

(بخاری، 2/386، حدیث:3231۔ سیرتِ رسولِ عربی، ص294)

سوال: کس موقع پر جنّات حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے؟

جواب: طائف کے سفر سے واپسی پر "نَخْلہ" نامی گاؤں میں رات کو نمازِ تہجد میں آپ قرآنِ مجید پڑھ رہے تھے کہ جنوں کی ایک جماعت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور قرآنِ سن کر یہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ پھر انہوں نے واپس جا کر اپنی قوم کو بتایا تو مکہ مکرمہ میں جنوں کی جماعت نے فوج در فوج آکر اسلام قبول کیا۔ قرآنِ مجید میں سورۂ جن کی ابتدائی آیات اور سورۂ اَحقاف میں اس کا ذکر موجود ہے۔ (سیرتِ مصطفٰی، ص146،145)

سوال: پیارے آقا صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف کب ہجرت فرمائی؟

جواب: مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کفار کے لئے ناقابل برداشت تھی، چنانچہ انہوں نے مسلمانوں پر ظلم و ستم کی انتہاء کر دی اس صورت حال میں حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے مسلمانوں کو مدینۂ منورہ کی طرف ہجرت کی اجازت عطا فرمائی اور آخر میں خود بھی مدینے کی طرف ہجرت کی۔ کفار معاذ اللہ آپ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنا چکے تھے لیکن اس کے باوجود ہمارے آقا صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم ایسے امانت دار تھے کہ ہجرت کی رات حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اہلِ مکہ کی امانتیں سپرد کر کے فرمایا کہ امانتیں اُن کے اہل کے سپرد کر کے صبح مدینے چلے آنا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کفار کے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے ان کی نظروں کے سامنے سے صاف نکل گئے اور ان کو اس کی خبر تک نہ ہوئی۔ ادھر مدینے کے مسلمان شدت سے حضور کی آمد کے انتظار میں تھے کہ اچانک ایک روز کسی نے پکارا: "اے مدینے والو! تمہیں جس کا انتظار تھا وہ کاروانِ رحمت آپہنچا ہے!" یہ سنتے ہی تمام انصار نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے استقبال کے لئے اپنے گھروں سے نکل پڑے اور پورا شہر اللہ اکبر کی صداؤں سے گونج اٹھا۔

(سیرتِ مصطفیٰ، ص155 تا 171 ملخصاً)

سوال: جنگِ بدر کا حال بیان فرمائیں۔

جواب: جنگِ بدر کفر و اسلام کا پہلا اور مشہور ترین مَعْرِکہ ہے جو 17 رمضانُ المبارک 2 ہجری کو مکہ اور مدینہ کے درمیان مقامِ "بدر" میں ہوا۔ مسلمانوں کے پاس جنگی سازو سامان انتہائی کم تھا اور کُل افراد صرف 313 تھے جبکہ مقابلے میں جنگی سازو سامان سے لیس ایک ہزار (1000) جنگجوؤں کا لشکر تھا۔ اس موقع پر نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے یہ دعا کی: "الٰہی! اگر یہ چند نُفوس ہلاک ہو گئے تو پھر قیامت تک روئے زمین پر تیری

عبادت کرنے والے نہ رہیں گے۔" چنانچہ اللہ پاک نے مسلمانوں کی مدد کے لیے پانچ ہزار فرشتے نازل فرمائے اور مسلمانوں کو وہ عظیمُ الشان فتح نصیب ہوئی کہ اسلام کی عزت کا پرچم سربلند ہو گیا۔ اللہ پاک نے جنگِ بدر کے دن کا نام "یومُ الفُرقان" رکھا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کی فتحِ مُبین کے بارے میں احسان جتاتے ہوئے اللہ پاک نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا: ﴿ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴾ (پ4، اٰل عمران: 123) ترجَمۂ کنز الایمان: "اور بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سر و سامان تھے، تو اللہ سے ڈرو کہ کہیں تم شکر گزار ہو۔"

(سیرتِ مصطفٰی، ص210 تا 233 ملخصاً وملتقطاً)

سوال: صُلحِ حُدَیبِیَہ کیا ہے اور قرآن نے اس کو کیا نام دیا تھا؟

جواب: ذوالقعدہ 6ھ کو نبیِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم مدینۂ مُنوّرہ سے چودہ سو صحابۂ کرام کو ساتھ لے کر عمرہ ادا کرنے کے لیے روانہ ہوئے۔ لیکن مکہ کے کافر نہیں چاہتے تھے کہ آپ مکہ میں داخل ہوں چنانچہ ان کی دشمنی کی وجہ سے مسلمان اس سال عمرہ ادا نہ کر سکے اور اگلے سال عمرہ ادا کیا۔ اس موقع پر ایک صلح نامہ طے پایا جسے "صلحِ حُدیبیہ" کہا جاتا ہے۔ بظاہر یہ ایک مغلوبانہ صلح تھی مگر قرآنِ مجید میں اللہ پاک نے اس کو "فتحِ مُبین" کا لقب عطا فرمایا ہے۔ بعد کے واقعات نے بتا دیا کہ در حقیقت یہی صلح تمام فُتوحات کی کُنجی ثابت ہوئی اور سب نے مان لیا کہ واقعی صُلحِ حُدَیبِیَہ ایک ایسی فتحِ مبین تھی جو مکہ میں اشاعتِ اسلام بلکہ فتحِ مکہ کا ذریعہ بن گئی۔ (سیرتِ مصطفٰی، ص346 ملخصاً وبتغیر)

سوال: فتحِ مکہ کے موقع پر نبیِّ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا کریمانہ برتاؤ کیسا تھا؟

جواب: فتحِ مکہ کے بعد آپ کے سامنے وہ کفار موجود تھے جنہوں نے آپ پر اور آپ کے

صحابہ پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے، راہ میں کانٹے بچھائے، جسمِ اَطہر پر نجاستیں ڈالیں، قاتلانہ حملے کئے، آپ کے صحابہ کو شہید کیا، مکہ چھوڑنے پر مجبور کیا، آپ پر بہتان لگائے، اَلْغَرَض! وہ کونسا ظلم تھا جو انہوں نے نہ کیا ہو۔ آج وہ سب کے سب مجرموں کی حیثیت سے آپ کے سامنے تھے۔ آپ چاہتے تو ان سے زبردست انتقام لیتے مگر اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے کوئی انتقامی کارروائی نہ فرمائی، اپنے کریمانہ لہجے میں ارشاد فرمایا: لَاتَثْرِیْبَ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ فَاذْهَبُوْا اَنْتُمُ الطُّلَقَآءُ آج تم پر کوئی الزام نہیں ہے، جاؤ! تم سب آزاد ہو۔ طرح طرح کی تکلیفیں اور ایذائیں دینے والے دشمنوں پر فتح پا کر اُن سے ایسا حُسنِ سلوک کرنے کی تاریخ میں کوئی اور مثال نہیں ملتی۔ (شرح الزرقانی علی المواہب 3/449، ملخصاً۔ آخری نبی کی پیاری سیرت، ص106)

سوال: فتحِ مکہ کے بعد مدینہ کے انصار صحابۂ کرام کو کس بات کی فکر لاحق ہوئی؟

جواب: فتحِ مکہ کے بعد مدینۂ مُنوّرہ کے انصار صحابہ آپس میں کہنے لگے کہ اللہ پاک نے اپنے پیارے نبی کو مکہ مکرمہ پر فتح عطا فرمائی ہے، یہ شہر آپ کی ولادت و پرورش کا مقام ہے نیز آپ کا خاندان اور قبیلہ بھی یہیں آباد ہے۔ ہوسکتا ہے اب آپ یہیں سکونت اختیار فرمالیں اور ہم کو چھوڑ دیں۔ جب یہ خبر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تک پہنچی تو آپ نے انصار سے فرمایا: اب تو ہماری زندگی اور وفات تمہارے ہی ساتھ ہے اور فرمایا کہ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ایک فرد ہوتا۔ (سیرتِ ابن ہشام، ص475۔ سیرتِ سید الانبیاء، (مترجم)، ص484)، اگر لوگ ایک وادی یا گھاٹی میں چلیں جبکہ انصار دوسری وادی میں چلنا شروع کردیں تو میں انصار کی گھاٹی یا وادی میں چلوں گا۔ (بخاری، 3/116، حدیث:4330)

سوال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے معجزات کون کونسے ہیں؟ کچھ بیان کریں۔

جواب: اللہ پاک نے اپنے پیارے اور آخری نبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو بہت سارے معجزات عطا فرمائے تھے، ان میں سے بعض یہ ہیں:

(1) قرآنِ کریم جو سب سے عظیم معجزہ ہے۔

(2) چاند کا دو ٹکڑے ہونا۔

(3) معراج۔

(4) غیب کی خبریں دینا۔

(5) پتھروں اور درختوں کا حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو سلام کرنا۔

(6) کھجور کے تنے کا آپ سے محبت کرنا۔

(7) کنکریوں کا تسبیح کرنا۔

(8) تھوڑے سے کھانے میں اتنی برکت ہونا کہ بہت سے لوگوں کے لیے کافی ہو۔

(9) آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے کا جاری ہونا۔

(10) بیماروں کا صحت یاب ہو جانا۔

سوال: معجزۂ شَقُّ الْقَمر کیسے واقع ہوا؟

جواب: نبیِّ پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے معجزات میں سے ایک مشہور و معروف معجزہ شق القمر (چاند کا دو ٹکڑے ہونا) بھی ہے جس کا ذکر قرآن و حدیث میں موجود ہے۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ اہلِ مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے ایک معجزہ دکھانے کی درخواست کی تو آپ نے چاند دو ٹکڑے کر کے دکھایا۔(بخاری، 2/511، حدیث: 3637) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہو کر پھٹا، ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور دوسرا ٹکڑا اس کے نیچے، تب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ

والہٖ وسلم نے فرمایا گواہ رہو۔ (بخاری، 3/339، حدیث: 4864) جب آپ نے چاند دو ٹکڑے کر کے دکھایا تو کفارِ قریش نے کہا: محمد (صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم) نے جادو سے ہماری نظر بندی کر دی ہے، اس پر ان کی جماعت کے لوگوں نے کہا کہ اگر یہ ہماری نظر بندی ہے تو باہر کہیں بھی کسی کو چاند کے دو حصے نظر نہ آئے ہوں گے۔ اب جو قافلے آنے والے ہیں اُن کی جُستجو رکھو اور مسافروں سے دریافت کرو، اگر دوسرے مقامات سے بھی چاند کا ٹکڑے ہونا دیکھا گیا ہے تو بے شک معجزہ ہے۔ چنانچہ سفر سے آنے والوں سے دریافت کیا تو اُنہوں نے بیان کیا کہ ہم نے دیکھا ہے کہ اس روز چاند کے دو حصے ہو گئے تھے۔ (ترمذی، 5/189، حدیث: 3300۔ جامع الاصول فی احادیث الرسول، 11/367، حدیث: 8937) اب مشرکین کو انکار کی گنجائش نہ رہی لیکن وہ جاہلانہ طور پر اسے جادو ہی کہتے رہے۔

سوال: پیارے آقا صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے اخلاقِ کریمہ کے بارے میں کچھ بتائیے۔

جواب: آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے اخلاقِ حسنہ کے بارے میں خود خالقِ اَخلاق نے یہ فرما دیا: ﴿وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۝۴﴾ (پ29، القلم: 4) ترجمۂ کنز العرفان: "اور بیشک تم یقیناً عظیم اخلاق پر ہو۔" حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم مَحاسنِ اخلاق کے تمام گوشوں کے جامع تھے۔ یعنی حِلم و عَفو، رحم و کرم، عدل و انصاف، جُود و سخا، ایثار و قربانی، مہمان نوازی، عدمِ تشدُّد، شجاعت، ایفاءِ عہد، حُسنِ مُعاملہ، صبر و قناعت، نرم گُفتاری، خوش روئی، مِلنساری، مُساوات، غمخواری، سادگی، تواضع و انکساری جیسے سب مَحاسِن آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم میں بَدرجہ اَتَم پائے جاتے ہیں اور آپ کے اخلاقِ کریمہ اتنے بلند ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک جملے میں اس کی صحیح تصویر کھینچتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن یعنی

تعلیماتِ قرآن پر پورا پورا عمل یہی آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے اخلاق تھے۔

(دلائل النبوہ للبیہقی، 1/ 309۔ سیرت مصطفٰی، ص599-600 ملخصاً)

سوال: حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے اپنے دن رات کو کتنے حصوں میں تقسیم فرمایا ہوا تھا؟

جواب: آپ نے اپنے دن رات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک حصہ اللہ کی عبادت کے لیے، دوسرا عام مخلوق کے لیے اور تیسرا اپنی ذات کے لیے۔ (سیرتِ مصطفٰی، ص586)

سوال: حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا حُلیہ مبارک بیان کریں۔

جواب: حضرتِ اَنَس بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ دراز قد تھے نہ پَستہ قد بلکہ لوگوں میں درمیانے قد کے مالک تھے۔ کِھلتا ہوا رنگ نہ گندمی تھا نہ بہت زیادہ سفید۔ مُبارک بال نہ سخت گُھنگریالے تھے نہ ہی بالکل سیدھے بلکہ کچھ خَم دار تھے۔ (بخاری، 2/ 487، حدیث: 3547) میں نے کسی ایسے ریشم یا دِیباج کو نہیں چھوا جو نبی پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی مبارک ہتھیلی سے زیادہ نرم و ملائم ہو اور میں نے کوئی خوشبو یا عطر ایسا نہیں سونگھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی مہک سے خوشبو دار ہو۔ (بخاری، 2/ 489، حدیث: 3561) ”شمائلِ ترمذی“ اور ”شفا شریف“ وغیرہ میں ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا مبارک رنگ سفید تھا جس میں سُرخی ملی ہوئی ہوتی تھی، بالکل چونے یا سفیدی کی طرح رنگ مبارک نہ تھا بلکہ سفید چہرۂ مبارک میں ہلکی ہلکی سُرخی ملی ہوئی ہوتی، اور دُنیا میں یہ رنگ پسندیدہ مانا جاتا ہے بالخصوص اہلِ عرب کے نزدیک۔ اور جنت میں پسندیدہ رنگ سونے کا ہے، علمائے کرام فرماتے ہیں: اللہ پاک نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو دُنیا میں یہ دونوں رنگ عطا فرمائے ہیں اور سفید رنگ میں سُرخی ملی ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی رنگت میں چمک پیدا ہوتی تھی۔ (الشمائل

المحمدیہ، ص19، حدیث:6۔ الشفا، 155/1 ملخصاً) حضرت کَعب بن مالک رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم خوش ہوتے تھے تو آپ کا چہرۂ انور اس طرح چمک اٹھتا تھا کہ گویا چاند کا ایک ٹکڑا ہے۔ (بخاری، 488/2، حدیث: 3556) شیخُ الحدیث حضرت علامہ عبدُالمصطفٰے اعظمی رحمۃُ اللہِ علیہ اپنی کتاب "سیرتِ مصطفٰی" میں لکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے رُخِ انور پر پسینہ کے قطرات موتیوں کی طرح چمکتے تھے اور اس میں مُشک و عَنْبر سے بڑھ کر خوشبو رہتی تھی۔ (سیرتِ مصطفٰی، ص564)

سوال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے شہزادوں اور شہزادیوں کے نام بتائیں۔

جواب: ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے تین شہزادوں کا بھی قول ہے اور دو کا بھی، "خزائنُ العرفان" میں 4 کا بھی ذِکر ہے مگر اُس میں اختلاف ہے۔ "تذکرۃُ الانبیاء" میں ہے: آپ (صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم) کے تین بیٹے تھے: قاسم، ابراہیم، عبدُ اللہ۔ (تذکرۃ الانبیاء ص827) حضرتِ علّامہ عبدُالمصطفٰے اعظمی رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: اس بات پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے کہ حُضُورِ اقدس صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی اولادِ کِرام کی تعداد چھ ہے۔ دو فرزند حضرتِ قاسم و حضرتِ ابراہیم (رضی اللہُ عنہما) اور چار صاحبزادیاں حضرتِ زینب و حضرتِ رُقَیّہ و حضرتِ اُمِّ کلثوم و حضرتِ فاطمہ (رضی اللہُ عنہُنّ) لیکن بعض مؤرخین نے یہ بیان فرمایا ہے کہ آپ کے ایک صاحبزادے عبدُ اللہ (رضی اللہُ عنہ) بھی ہیں جن کا لقب طیّب و طاہِر ہے۔ اس قول کی بنا پر حضور علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کی مقدّس اولاد کی تعداد سات ہے یعنی تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں۔ (سیرتِ مصطفٰی، ص687)

نبیِّ پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی یہ تمام اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہُ عنہا سے تھی سوائے حضرت ابراہیم کے، جو حضرت ماریہ قِبطیہ سے ہیں (شرح الزرقانی علی المواہب، 316/4)

اور ان سب کا انتقال حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی زندگی میں ہوا سوائے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جن کا انتقال حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے وصال کے چھ ماہ بعد ہوا۔

(تفسیر قرطبی، پ22، الاحزاب، تحت الآیۃ:59، الجزء:14، 7/179۔ المواہب اللدنیہ، 1/395)

سوال: اُمّہاتُ المؤمنین کے نام بتائیں؟

جواب: نبیِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ازواجِ مُطہّرات کی تعداد میں اختلاف ہے۔ گیارہ پر سب کا اتفاق ہے۔ جن میں سے چھ حضرت خدیجہ، حضرت عائشہ، حضرت حفصہ، حضرت اُمِّ حبیبہ، حضرت اُمِّ سلمہ، حضرت سَوْدَہ رضی اللہُ عَنْہُنَّ قبیلہ قُریش سے اور چار ازواجِ مطہرات یعنی حضرت زَینب بنتِ جَحْش، حضرت مَیمونہ، حضرت زینب بنت خُزیمہ، حضرت جُوَیْرِیہ رضی اللہُ عَنْہُنَّ عرب کے دیگر قبائل سے ہیں اور ایک حضرت صَفِیَّہ رضی اللہ عنہا غیر عربی بنی اسرائیل سے ہیں۔ (المواہب اللدنیہ، 1/401-402 ملخصاً)

سوال: حجۃُ الوداع کے موقع پر آپ نے لوگوں کو کن الفاظ میں برابری کا درس دیا؟

جواب: نبیِّ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے حجۃ الوداع کے تاریخی خطبے میں زمانۂ جاہلیت کے خاندانی تفاخُر، رنگ و نسل کی برتری اور قومی و لسانی تَعصُّب کا خاتمہ کرتے ہوئے مُساوات یعنی برابری کا درس دیا اور یہ سنہری اُصول ارشاد فرمایا: اے لوگو! بے شک تمہارا رب ایک ہے اور بے شک تمہارا باپ (آدم علیہ السلام) ایک ہے۔ سن لو! کسی عَرَبی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی سرخ کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی سرخ پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے وجہ سے۔ (مسند امام احمد، 9/127، حدیث:23548۔ سیرتِ مصطفیٰ، ص529)

سوال: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے کتنے حج اور عمرے ادا فرمائے؟

جواب: ہجرت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ایک حج اور چار عمرے ادا کیے۔

(مسلم، ص504، حدیث:3034)

سوال: نبیِ پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اپنے مرضِ وصال میں کیا وصیت فرماتے تھے؟

جواب: اُمُّ المؤمنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اپنے مرضِ وصال (یعنی جس بیماری میں ظاہری وفات شریف ہوئی اُس) میں فرماتے تھے: ”نماز کو پابندی سے ادا کرتے رہو اور اپنے غلاموں کا خیال رکھو۔“

(ابن ماجہ، 2/282، حدیث:1625)

سوال: حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے مرضِ وصال کی کیفیت کیا تھی؟

جواب: ہجرت کے گیارہویں سال 20 یا 22 صفر کو اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم جَنَّتُ الْبَقِیع آدھی رات کو تشریف لے گئے، وہاں سے واپس تشریف لائے تو مزاج مبارک ناساز ہو گیا۔ کچھ دن تک علالت بہت بڑھ گئی۔ (سبل الھدیٰ والرشاد، 12/233 ملخصاً۔ سیرتِ مصطفیٰ، ص542) آپ تمام ازواجِ مطہرات کی اجازت سے حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارکہ میں تشریف فرما ہوئے۔ (شرح الزرقانی علی المواھب، 12/83 ملخصاً)

پیر کے دن، ربیع الاول کے مہینے میں آپ نے رحلت فرمائی۔ مشہور قول کے مطابق 12 ربیع الاوّل ہجرت کے گیارہویں سال آپ نے ظاہری طور پر اس دنیا سے پردہ فرمایا۔

(طبقات ابن سعد، 2/209۔ فتاویٰ رضویہ، 26/416)